صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

بدھ 9 ستمبر 2015ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
بدھ 9 ستمبر 2015ء 24 ذیقعد 1436 ہجری 9 تبوک 1394 ھش جلد 65-100 نمبر 206

سب سے وفادار

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم وجان و دِل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

اِبتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مِثلِ طفلِ شِیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بِن دیکھا نہیں کوئی بھی یار غمگسار

(درثمین)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو

"نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ کی زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذات جسمانی کے لیے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے۔ نماز خواہ نخواہ کا ٹیکس نہیں ہے بلکہ عبودیت کو ربوبیت سے ایک ابدی تعلق اور کشش ہے اس رشتہ کو قائم رکھنے کے لیے خدا تعالیٰ نے نماز بنائی ہے اور اس میں ایک لذت رکھ دی ہے جس سے یہ تعلق قائم رہتا ہے۔ جیسے لڑکے اور لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے اگر ان کے ملاپ میں ایک لذت نہ ہو تو فساد ہوتا ہے۔ ایسے ہی اگر نماز میں لذت نہ ہو تو وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دروازہ بند کر کے دعا کرنی چاہئے کہ وہ رشتہ قائم رہے اور لذت پیدا ہو۔ جو تعلق عبودیت کا ربوبیت سے ہے وہ بہت گہرا اور انوار سے پُر ہے جس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ جب وہ نہیں ہے تب تک انسان بہائم ہے۔ اگر دو چار دفعہ بھی لذت محسوس ہو جائے تو اس چاشنی کا حصہ مل گیا، لیکن جسے دو چار دفعہ بھی نہ ملا وہ اندھا ہے۔"

(البدر 8 مارچ 1904ء صفحہ 5 تا 8)

ناظرین ایم ٹی اے متوجہ ہوں

گزشتہ کچھ عرصہ سے آپ کو مطلع کیا جاتا رہا ہے کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی نشریات KU بینڈ Eutel Sat70 east پر شروع کی جا چکی ہیں جس کے پیرامیٹرز احباب تک پہنچ چکے ہیں۔ اب ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی جانب سے اطلاع ہے کہ ایم ٹی اے کی نشریات Asia Sat-3 پر اوائل 2016ء سے بند کی جارہی ہیں۔ براہ کرم تمام احباب اس بات کو یقینی بنائیں کہ اپنے گھروں پر Eutel Sat 70 east سے نشریات موصول کرنے کیلئے 60CM تا CM75 کی ڈشز لگ جائیں تا کہ ایم ٹی اے کی نشریات بغیر کسی تعطل کے ان تک پہنچ سکیں اور اس کیلئے ریسیور DVBS-2 جسے مارکیٹ میں ڈیجیٹل یا ایچ ڈی ریسیور کہا جاتا ہے بھی لگا یا جائے۔ اگلے ایک ماہ کے عرصے میں کم از کم اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ یہ تبدیلی عمل میں آجائے۔ LNB 0.1 سے 0.3 ڈی بی تک لگائی جائے۔ سگنل پیرامیٹرز حسب ذیل ہیں۔

Final frequencies for
Eutal sat 70E
Frequency: 11.211 GHz
Symbol Rate: 5.111
Polarization: Horizontal
Modulation: QPSK
FEC: 1/2
Bit Rate: 4.71 Mb

ریسیور (DVBS2 جسے عام مارکیٹ میں MPEG4 یا ڈیجیٹل ریسیور یا HD ریسیور کہتے ہیں) لیا جائے۔ اگر ڈش امپورٹڈ لگائی جائے تو سگنل بہتر ملے گا یا لوکل ڈش جو سب سے اچھی ہو لگائی جائے۔ ڈش لگانے والے سے یا اپنے لوکل سیکرٹری سمعی و بصری سے مشورہ کرلیں۔ اس سلسلے میں کسی بھی قسم کی دقت پیش آنے کی صورت میں بذریعہ ای میل یا خط یا ایم ٹی اے پاکستان کے آفس میں رابطہ کر سکتے ہیں۔ ہمارا ای میل ایڈریس حسب ذیل ہے۔

(1) pakistan@mta.tv
(2) faahmad@hotmail.com

(ایڈیشنل نظارت اشاعت ایم ٹی اے ربوہ)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

ادار یہ

دل کی سختی دور کرنے اور خدا سے حاجت روائی کا نسخہ

یتیم کی کفالت اور جماعت احمدیہ میں خدمت یتامیٰ کے دلآویز نمونے

ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ یارسول اللہ میرا دل سخت ہے۔ اس کو نرم کرنے کا نسخہ بتائیں۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔

دل نرم کرنا چاہتے ہو تو یتیم سے ملو۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرو۔ اسے اپنے کھانے میں شریک کرو۔ اس سے خدا تمہاری حاجتیں بھی پوری کرے گا۔ (معجم الاوسط طبرانی جلد 7 صفحہ 163)

اسی لئے اہل اللہ کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ کسی نہ کسی یتیم بچے کی پرورش کے فریضہ کو اہل خانہ کی کفالت کی طرح سرانجام دیتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد اپنے والد حضرت مصلح موعود کا ایک واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''دارمسیح'' کے جس حصہ میں حضرت مسیح موعود کی رہائش تھی اس سے ملحق جو مکان کا حصہ تھا اس میں ہماری والدہ اور بچے رہتے تھے۔ اس کے صحن میں بچے بعض گھریلو کھیلیں شام کو کھیلتے تھے۔ اسی طرح کی ایک کھیل ہم شام کو کھیل رہے تھے ایک لڑکی جو میری ہم عمر تھی (اس وقت میری عمر آٹھ نو سال کی ہوگی) اس نے کوئی ایسی بات کی جس پر مجھے غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ عین اس وقت ابا جان (حضرت مصلح موعود) صحن میں داخل ہو رہے تھے۔ انہوں نے مجھے طمانچہ مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ سیدھے میری طرف آئے۔ مجھے اپنے پاس بلا کر کھڑا کیا اور اس بچی کو بھی پاس بلایا اور اسے کہا کہ اس نے تمہیں مارا ہے تم بھی اس کے منہ پر طمانچہ مارو۔ لیکن پھر بھی اسے جرأت نہ ہوئی۔ اس کے بعد غصے میں اور جوش میں مجھے مخاطب ہو کر کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کا باپ نہیں ہے اس لئے تم جو چاہو اس سے سلوک کر سکتے ہو تو اچھی طرح سن لو کہ میں اس کا باپ ہوں اور اب اگر تم نے اس پر انگلی بھی اٹھائی تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ (مجھے بعد میں علم ہوا کہ یہ بچی ایک سید خاندان کی یتیم بچی تھی جو ابا جان نے اپنے زیر سایہ لے لی تھی۔)

(یادوں کے دریچے صفحہ 16)

حضرت مصلح موعود نے خلافت کے ابتدائی سالوں میں ہی یتامیٰ کی فلاح کی طرف خاص توجہ کی۔ 1919ء میں فرمایا:

یتیموں کے متعلق ایک تو مقامی جماعت کا فرض ہے۔ دوسرے تمام جماعت کا بھی فرض ہے۔ بہ لحاظ مقامی ہونے کے قادیان کی جماعت کا فرض ہے اور بہ لحاظ تمام جماعت کا مرکز ہونے کے بیرونی جماعتوں کا بھی فرض ہے۔ اس وقت تک یتیموں کے متعلق کوئی احسن تجویز نہیں ہو سکی۔ نہ ان پر کوئی توجہ کی جا سکی ہے۔ لیکن اب میں نے حکم دیا ہے کہ تمام یتیموں کی فہرست بنائی جائے خواہ وہ قادیان کے ہوں۔ یا باہر سے آئے ہوئے ہوں جب وہ فہرست تیار ہو جائے گی۔ تو ان کے اخراجات کو جماعت پر پھیلایا جائے گا اور بہت حد تک ان کی پرورش کا فرض قادیان کی مرکزی جماعت پر ہوگا۔

(الفضل 8 فروری 1919ء صفحہ 6)

یتامیٰ کے ساتھ حضور کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے الفضل میں ایک عیدالفطر کی رپورٹ میں لکھا ہے۔

6 مئی 1924ء کو عیدالفطر ہوئی۔ حضور نے غرباء یتامیٰ وایامیٰ کی فہرست طلب فرما کر صبح سویرے ان سب کو (جن کی تعداد 300 سے متجاوز تھی) ناشتہ ان کے مکانوں پر پہنچا دیا۔ جس کے ساتھ کچھ نقدی بھی تھی اور پھر نماز کے بعد پُر تکلف کھانا سب کو پہنچایا گیا۔ (الفضل 13 مئی 1924ء صفحہ 1)

حضرت اماں جان کو بھی یتامیٰ سے بہت دلچسپی تھی اور تلاش کر کے ان کی پرورش کرتی تھیں۔ الفضل 8 دسمبر لکھتا ہے۔

حضرت اماں جان پرورش اور تربیت کے لئے کسی ایسی احمدی یتیم لڑکی کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہیں۔ جس کی ماں بھی زندہ نہ ہو اور نہ کوئی اور ایسا وارث ہو۔ جو پیچھے اس کا دعویدار ہو جائے۔ عمر قریباً چھ سات سال ہو۔ احباب کسی ایسی لڑکی کی تلاش کر کے بہت جلدی حضرت اماں جان کو اطلاع دے دیں۔ کیا ہی خوش قسمت ہوگی وہ لڑکی جس کی قسمت میں یہ سعادت لکھی گئی ہوگی۔

(الفضل 8 دسمبر 1917ء صفحہ 2)

یتامیٰ کے ساتھ شفقت کا انداز کیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس بارہ میں فرماتے ہیں۔

''مجھے یاد ہے کہ ایک دو یتیم بچوں (بہن بھائی) کو حضرت اماں جان نے پالا تھا۔ آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے نہلایا دھلایا اور ان کی جوئیں خود نکالیں۔ مجھے وہ کمرہ بھی یاد ہے جہاں دسترخوان بچھا ہوا تھا اور جس پر حضرت اماں جان نے اپنے ساتھ ان بچوں کو کھانے کے لئے بٹھایا لیکن معلوم نہیں مجھے اس وقت کیا سوجھی کہ میں ان کے ساتھ نہ بیٹھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دن مجھے حضرت اماں جان نے کھانا نہیں دیا۔ شام کو میں نے خود مانگ کر کھانا کھایا۔ اس میں سبق تھا کہ جس کو دنیا یتیم کہتی ہے۔ مسکین کہتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے بندے سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں اور ان کے نگران بنیں۔''

(الفضل 17 نومبر 1965ء)

بزرگوں کے تتبع میں احباب جماعت کو بھی یتامیٰ کی بہبود سے خاص دلچسپی پیدا ہوگئی تھی الفضل 1918ء میں حکیم جانن دین صاحب خوشاب کی طرف سے اعلان شائع ہوا کہ

مجھے ایک ایسے لڑکے کی ضرورت ہے۔ جو تقریباً بارہ سال کی عمر کا حلیم اور نیک چلن اور قدرے خواندہ بھی ہو یعنی چیزوں کے نام پڑھ لیتا ہو۔ صاف ستھرا ہو، کام یہ ہوگا، کہ قدرے دواسازی اور بعض اوقات دوائی فروخت کرنا اور خریداروں کو ادویات وغیرہ کا دکھانا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اپنے کھانے کے ساتھ دونوں وقت کا کھانا۔ پوشاک عمدہ اور سردست نقد ایک دو روپیہ وظیفہ مقرر کیا جاوے گا۔ جب کام سیکھا جاوے گا۔ تو وظیفہ میں اضافہ کیا جاوے گا اور بندہ اس کو علم طب بھی پڑھا دے گا۔ اگر کسی بھائی کو مندرجہ بالا صفات کا احمدی یتیم لڑکا معلوم ہو تو مجھے اطلاع دیں۔ میں کرایہ بھیج کر منگوالوں گا۔

(الفضل 29 جون 1918ء صفحہ 2)

ایک اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

مکرم محمد اقبال رانجھا صاحب بیان کرتے ہیں۔

ایک دن میں سکول سے گھر آیا اور اتفاقاً ڈیرے کی طرف چلا گیا۔ وہاں ایک کالے کلوٹے بچے کو چارپائی پر بیٹھا اور دوسرے کو چارپائی کے پاس کھڑا پایا۔ استفسار پر نوکر نے بتایا کہ والد صاحب مکرم غلام حضور رانجھا صاحب ان بچوں کو اپنے گاؤں کے ایک پالا نامی عیسائی کے گھر سے لائے ہیں۔ پالا کی ایک بیوی اور چار بیٹے تھے۔ وہ مردہ جانوروں کی ہڈیوں کا کام کرتا تھا۔ اتفاقاً پہلے اس کی بیوی فوت ہوگئی پھر چند ماہ بعد پالا بھی چل بسا۔ پالا کے دو بڑے بیٹے مندری اور سندری اس قابل نہ تھے کہ وہ اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں گلزاری اور صاحب کو سنبھالتے۔ گاؤں میں ان کا قریبی کوئی نہ تھا۔ مندری اور سندری تو دور کے رشتے دار لے گئے۔ مگر گلزاری اور صاحب کا کوئی پُرسان حال نہ تھا۔ گلزاری چل پھر تو لیتا تھا اور توتلی زبان میں باتیں بھی کر لیتا تھا۔ مگر صاحب چلنا تو کجا بول بھی نہیں سکتا تھا۔ والد صاحب کو ان بچوں کی کسمپرسی کا علم ہوا تو فوراً گئے چھوٹے کو کندھے پر بٹھایا بڑے کو انگلی لگایا اور اپنے ڈیرے پر لے آئے۔ نوکر نے مزید بتایا کہ ہمیں ان پر نظر رکھنے کا تو حکم ہے مگر ان کے کپڑے بدلنے، ان کی صفائی اور کھانا کھلانے کا کام مولوی جی خود کرتے ہیں۔ ایک دفعہ میں نے خود دیکھا کہ والد صاحب ہل چلانے کے بعد بیلوں کی جوڑی ڈیرے پر کھڑی کر رہے تھے۔ جونہی صاحب نے دیکھا اپنے بازو کھول کر ان کی طرف لپکا۔ آپ نے بیلوں کی جوڑی وہیں چھوڑ دی اور آگے بڑھ کر اسے چھاتی سے لگایا، پیار سے چارپائی پر بٹھاتے ہوئے اس کی ناک صاف کی پانی پلایا اور چارپائی پر لٹا دیا۔ ان بچوں سے محترم والد صاحب کے پیار کا سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا۔ جب تک وہ بچے بولنے اور چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہو گئے۔ پھر ایک دن ان کا بڑا بھائی سندری آیا اور ان کو اپنے ساتھ لے گیا۔

(الفضل 27۔ اگست 2014ء صفحہ 6 کالم 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں 1986ء میں ایک مخلص احمدی نے 40 لاکھ روپے بھجوائے تاکہ یتیموں کے لئے خرچ کئے جاسکیں۔ 1991ء میں حضور نے کفالت یک صد یتامیٰ کی باقاعدہ تحریک جاری فرمائی جس کے تحت سینکڑوں یتامیٰ کی خدمت ہو رہی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 23 جنوری 2004ء میں بیرون پاکستان یتامیٰ کو سنبھالنے کے لئے تحریک فرمائی اور اللہ کے فضل سے یہ بھی نہایت بابرکت اور کامیاب تحریک ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہیں دے گا۔ جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرم گفتگو کی اور اس کی کمزوری کی حالت میں پیار کا سلوک کیا۔

(ابو داؤد کتاب الادب)

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور مذہب کی حقیقت کو جانا ہے۔ ہمیں معترضین کے یہ اعتراض کبھی فکر میں نہیں ڈالتے کہ مذہب تعلیم اور ترقی سے دُور لے جاتا ہے یا مذہب خودغرضی کی عادت پیدا کرتا ہے۔ یا مذہب خون بہانے کا حکم دیتا ہے یا مذہب کے نام پر خون ہوتے ہیں۔

مذہب کیا ہے؟ مذہب کی ضرورت کیا ہے؟ دیگر مذاہب کے مقابلہ میں دین حق کی فوقیت اور مذہب دین حق کو ماننے کے نتیجہ میں ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، یہ اور اس قسم کے دیگر اہم سوالات کا حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریرات و فرمودات کے حوالہ سے بصیرت افروز جواب

جماعت احمدیہ یوکے کے 48ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 31/اگست 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، آلٹن میں اختتامی خطاب

(قسط اول)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مذہب پر اعتراض کرنے والے اپنے آپ کو صرف مذہب پر اعتراض کی حد تک محدود نہیں رکھتے بلکہ خدا تعالیٰ کی ذات پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ اس زمانے میں یہ اعتراض پہلے سے بہت زیادہ شدت سے کیا جاتا ہے۔ اس پر بہت زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں اور کتابیں لکھی جاتی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ پھر آجکل تو اپنی بات پہنچانے کا کام الیکٹرانک سہولیات کے ذریعے سے اور بھی آسان ہو گیا ہے جس کی وجہ سے جو بات لوگوں تک پہنچنے میں ایک عرصہ لیتی تھی اور وہ بھی چند پڑھے لکھے لوگوں تک پہنچتی تھی اب ہر ایک تک الیکٹرانک سہولیات اور میڈیا کے ذریعے سے پہنچ جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے دنیا کی بہت بڑی تعداد مذہب سے دُور ہٹ گئی ہے۔ بہت سے لوگ جو مذاہب کو ماننے والے ہیں تو مذہب سے اس لئے بھی دُور ہوئے کہ ان کے خیال میں مذہب اب صرف قصے کہانیاں رہ گیا ہے اور آجکل کی مادی اور ترقی یافتہ دنیا میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہر بندے سے تعلق قائم رکھنے والے خدا کا ان میں تصور ہے۔ نہ یہ لوگ مذہب کو آجکل کے علم سے مطابقت رکھنے والا سمجھتے ہیں۔

پس یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں وہ اپنے آپ کو مذہب سے کیونکر جوڑیں اور اس وجہ سے وہ خدا کے وجود کے انکاری ہیں اور مذہب کو فرسودہ چیز سمجھنے والے ہیں۔ اور مذہبی لیڈروں کے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر مذہب کے نام پر لوگوں کو اپنے پیچھے چلانے کا ذریعہ بنانے والے جو لوگ ہیں۔ یا یہ جو اپنے پیچھے لوگوں کو چلانے والے نام نہاد مذہبی لیڈر ہیں ان کے رویے دیکھ کر ان مذہب کے مخالفین کو، خدا تعالیٰ کی ذات کے مخالفین کو مذہب کے خلاف مزید بھڑکانے کا موقع مل جاتا ہے کہ مذہب تمہیں کیا دیتا ہے۔ بلکہ ان اعتراض کرنے والوں نے انبیاء کو بھی نہیں چھوڑا کہ وہ بھی نعوذ باللہ صرف اپنے مفادات کی خاطر ان پڑھ لوگوں کو اپنے پیچھے چلاتے رہے اور اب کی ترقی یافتہ دنیا میں ایسی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ ایسے پڑھے لکھے لوگ جن کو مذہب سے دلچسپی ہے یا روایتی تعلق ہے اور جس حد تک یہ روایتی تعلق ہو سکتا ہے یعنی (دین حق) کے علاوہ جو اُن کے مذہب کی موجودہ صورتحال ہے اس کے مطابق وہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مذہب اپنی جگہ لیکن آج کی سائنسی ترقی کے دور کا مذہب میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

گزشتہ سال آسٹریلیا کے سفر میں مجھے وہاں کے ایک سیاستدان سے ملنے کا موقع ملا تو باتوں میں کہنے لگے کہ میں عیسائی ہوں، چرچ بھی جاتا ہوں، مذہب کو ضروری بھی سمجھتا ہوں لیکن مذہب اور موجودہ ترقی اور سائنس کا کوئی تعلق نہیں۔ بائبل میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں۔ مذہب اور سائنس کو علیحدہ رکھ کر ہی ہم اپنا مذہب بچا سکتے ہیں۔ تو مَیں نے انہیں بتایا کہ میرا مذہب اور جو کتاب (۔) کے لئے ہے وہ تو ہمیں سائنس کے بارے میں اور موجودہ ترقیات کے بارے میں رہنمائی کرتی ہے۔ بہرحال یہ تو وہ مذاہب ہیں جو تمام چیزوں اور باتوں کا احاطہ کر ہی نہیں سکتے اس لئے ان کی یہ سوچ ہے۔

لیکن حیرت ہوتی ہے ان (۔) پر بھی جن پر وہ کامل شریعت اتری جس نے ہر بات کا احاطہ کیا ہوا ہے وہ بھی مذہب اور ترقی کو علیحدہ چیزیں قرار دینے لگ گئے ہیں۔ یہ احمدی ہی ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت کبھی معطل نہیں ہوئی۔ جہاں قرآن میں سابقہ باتوں کا ذکر آتا ہے وہاں قرآن میں موجودہ زمانے کی سائنس کی ترقی کا بھی ذکر آتا ہے۔ وہاں قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ (۔) کا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ اب بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا وہ اب بھی سنتا ہے جیسے پہلے سنتا تھا اور اس نے (۔) کو اس زمانے میں بھی بے آسرا نہیں چھوڑا اور مسیح موعود کو بھیج کر اس زمانے میں بھی خدا تعالیٰ کی ذات کو، مذہب کو، شریعت کو کھول کر دکھا دیا۔

پس ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے اور مذہب کی حقیقت کو جانا ہے۔ ہمیں معترضین کے یہ اعتراض کبھی فکر میں نہیں ڈالتے کہ مذہب تعلیم اور ترقی سے دُور لے جاتا ہے یا مذہب خودغرضی کی عادت پیدا کرتا ہے۔ یا مذہب خون بہانے کا حکم دیتا ہے یا مذہب کے نام پر خون ہوتے ہیں۔ ہمیں تو حضرت مسیح موعود نے بتایا کہ:۔

”سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصول (دین) کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکے گی۔“

پس ہمارا مذہب اور ہماری شرعی کتاب جو وسیع تر علم دیتا ہے سائنس کا علم بھی اس کا ایک حصہ ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اعتراض کر کے مذہب سے متنفر کیا جاتا ہے کہ مذہب خون کی تعلیم دیتا ہے اور خون بہاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم جو ترقی یافتہ سائنسی دور میں سے گزر رہے ہیں ہمیں اگر خون بہانے سے بچنا ہے تو مذہب سے نفرت ضروری ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ تم خدا خدا کرتے رہتے ہو۔ دیکھو اس وقت دنیا کے دو بڑے مذہب ہیں یعنی عیسائیت اور اسلام اور ان کی کتابیں پڑھو تو دونوں جنگوں کے حکموں سے بھرے پڑے ہیں۔ پھر یہ الزام لگاتے ہیں کہ خدا نے مذہبی کتابوں کی رُو سے قوموں کو عذاب دے کر مارا۔ کہتے ہیں یہ بھی تمہاری کتابیں ہی کہتی ہیں کہ فلاں قوم کو عذاب دیا، فلاں کو عذاب دیا۔ یہاں بھی اگر جنگ نہیں ہو رہی تو ویسے خون بہایا جا رہا ہے۔ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کیسا خدا ہے اور کیسے مذہب ہیں جنہوں نے کتنے ہی لوگ سیلاب میں غرق کئے، کتنے ہی جلا دیئے، کتنے مصریوں کے پلوٹھوں کو مارا۔ سٹیو ویلز (Steve Wells) ایک لکھنے والا ایسا معترض ہے۔ لکھتا ہے کہ بائبل کے مطابق جو اس طرح مارے گئے یہ تعداد چوبیس لاکھ چھہتر ہزار بنتی ہے۔ اس نے calculation کی ہے پھر کہتا ہے یہ اندازے غلط ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ بنتی ہے اور یہ تعداد پھر وہ پچیس ملین بتاتا ہے۔

(http://dwindlinginunbelief.blogspot.com/2006/08/who-has-killed-more-satan-or-god.html)

اب اس سے کوئی پوچھے کہ تم جو سائنس کو مذہب کا قائمقام سمجھتے ہو یا اس ترقی کو بہتر سمجھتے ہو اس نے تو مذہب سے بھی زیادہ خون بہایا ہے۔ مذہب تو اپنے پیرؤوں کو صلح صفائی کا حکم دیتا ہے۔ (۔) پر اگر اعتراض کرتے ہیں تو قرآن کریم کے صلح صفائی اور امن و آشتی کے پیغام ایسے اعلیٰ معیار کے ہیں کہ اگر ان پر دنیا عمل کرے تو ہر طرف سلامتی ہی سلامتی نظر آئے۔ جہاد کا، قتال کا اگر حکم ہے تو اس صورت میں جب وہ ٹھونسا جاتا ہے۔ سائنس نے جو آلات ایجاد کئے ہیں اور جو زہریلی گیسیں بنائی ہیں ان سے تو صرف تباہی ہی تباہی ہے۔ اب مذہب کے نام پر بڑا کھینچ تان کر یہ پچیس ملین کی figure انہوں نے بنائی ہے اور جانی نقصان کا بتایا

کہ کتنا ہوا ہے جو مذہب نے کیا ہے۔ کیا ان کی نظر میں صرف دوسری جنگ عظیم کے figure نہیں گزرے؟ جس میں سائنسی ایجاد کی وجہ سے ہی تقریباً ساٹھ سے ستر ملین لوگ مر گئے۔ جن میں معصوم بچے بھی تھے اور عورتیں بھی شامل تھیں۔ شہر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ کیا یہ مذہبی جنگ تھی؟

پس یہ مذہب مارتا نہیں بلکہ مذہب تنبیہ کرتا ہے کہ امن اور سلامتی قائم کرو۔ کم از کم ہمارے مذہب کا تو یہ حکم ہے۔ ہر حکم انسان کے لئے رحم اور سلامتی کے جذبات سے بھرا پڑا ہے۔ ہمیں تو قرآن نے یہ سمجھایا کہ تمام انبیاء یہی حکم لے کر آئے کہ ظلم و تعدی بند کرو۔ پیار و محبت پیدا کرو ورنہ خدا تعالیٰ تمہیں سزا دے گا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ وہ سزا دینے میں دھیما ہے جلد باز نہیں ہے۔ سزا بھی اصلاح کے لئے دیتا ہے۔ اگر خون انسان نے کئے تو اپنے مفادات کے حصول کے لئے کئے۔ غیر معمولی آفتوں میں سے اگر گزرنا پڑا تو اپنے ظلموں کی وجہ سے گزرنا پڑا۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ خدا نہیں ہے اور مذہب بھی نہیں ہے تو کیا پھر جو زلزلے اور سیلاب آتے ہیں کیا یہ رُک جائیں گے۔ ان کا یہ کیا نام دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر یہ مذہب کے خلاف لکھنے والے انہیں کس کھاتے میں ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلو تو یہ آفات ٹل سکتی ہیں یا ان کے نقصانات سے تم بچ سکتے ہو۔ دُور کی بات نہیں ہم گزشتہ صدی کی ہی بات کرتے ہیں۔ اس زمانے کی ہی بات کرتے ہیں جس میں مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرستادے کو بھیجا جو.......... دنیا کو ظلموں کے کرنے اور حد سے زیادہ خودسری سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے آیا۔ اس اللہ کے بھیجے نے یہ کہا کہ دنیا نے اگر اپنی حالت نہ بدلی تو زلزلے بھی آئیں گے۔ پس اپنے پر رحم کرو اور اپنی حالتوں کو بدلو۔ زمانے کے امام نے کہا کہ تم نے اگر اپنی حالت نہ بدلی اور ظلموں میں حد سے بڑھتے گئے اور خدا تعالیٰ کی بات نہ مانی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ طاعون کی ایسی وبا پھوٹے گی جس کی تباہی غیر معمولی ہو گی۔ پس اپنی حالتیں بدلو اور نجات حاصل کرو۔ پس جنہوں نے اس کی بات مانتے ہوئے اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کیں وہ زلزلوں سے بھی محفوظ رہے اور طاعون سے بھی محفوظ رہے۔ پس یہاں تو ہمیں مذہب کا اور خدا تعالیٰ کے پیاروں کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ وہ بغیر وارننگ کے ایک بم مار کر سارے شہر کو راکھ کا ڈھیر بنا کر لاکھوں جانوں کو تلف کرنے والا نہیں ہے بلکہ پہلے پیار سے سمجھاتا ہے اور پھر بھی اگر دنیا باز نہ آئے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا نشان دکھاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندے جن کو گو دنیا والے برا کہتے ہیں اور جن کی خاطر اللہ تعالیٰ نشان دکھاتا ہے وہ پھر بھی مخلوق کی ہمدردی کی وجہ سے جو مذہب نے ان کے دل میں پیدا کی ہے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عذاب کو ٹال دے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو عذاب حضرت مسیح موعود کے نشان کے طور پر آیا اس وقت آپ بے چین ہو کر مخلوق کی زندگی کی دعا کرتے تھے۔

ایک (رفیق) نے لکھا کہ ایک رات طاعون کے دنوں میں مَیں نے حضرت مسیح موعود کو رات سجدہ ریز اس طرح گڑگڑاتے ہوئے دیکھا ہے جس طرح ہنڈیا ابل رہی ہو۔ قریب ہو کر مَیں نے سنا تو آپ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ! اس عذاب سے دنیا کو بچا لے، ان کو عقل دے۔

(ماخوذ از سیرت مسیح موعود از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب صفحہ 429-428)

پس کیا مذہب ظلم کرتا اور خون بہاتا ہے یا کہ اس کے حقیقی ماننے والے ہمدردیٔ خلق کرتے ہیں؟ بہرحال دنیا جو بھی کہتی رہے۔ (۔) بھی جنہوں نے زمانے کے امام کو نہیں ماننا چاہا ہے اس بات کو سمجھیں یا نہ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے اور اسی محبت کے تقاضے کے تحت ہی وہ مختلف مذاہب (۔) مختلف وقتوں میں بھیجتا رہا اور آخری مذہب اسلام کو جس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا تھا بھیجا اور قرآن کو ہم پر شریعت کے طور پر اتارا...... غلام صادق کو بھی اس زمانے میں بھیجا جنہوں نے ہمیں مذہب کی حقیقت کے بارے میں بتایا اور ہمیں آپ کی بیعت میں آنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پس اس وقت میں حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں ہی آپ کے سامنے یہ پیش کروں گا کہ مذہب کیا ہے؟ مذہب کی ضرورت کیوں ہے؟ آج جب ہر طرف سے مذہب پر اعتراضات کی بھرمار ہے ہمیں اس ضرورت کا پتا لگنا چاہئے۔ ہمیں پتا چلنا چاہئے کہ ہمارے اپنے فرائض کیا ہیں؟ ہمیں پتا لگنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ پھر یہ بھی کہ مذہب (۔) کی صداقت باقی مذاہب پر کیا ہے اور (دین حق) اپنے ماننے والوں سے کیا چاہتا ہے۔ اور صرف چاہتا ہی نہیں بلکہ اپنے ماننے والوں کو کیا دیتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مذہب زندگی بخشتا ہے تو مذہب کس طرح زندگی بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت واحدہ بنانے کے سامان کئے ہیں کہ دنیا کے فساد دُور ہوں اور حضرت مسیح موعود نے اس مقصد کو پورا فرمایا۔ اسی بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا آپ کی بے شمار جو تحریرات ہیں ان میں سے چند ایک آپ کے سامنے پیش کروں گا تا کہ پتا لگے کہ مذہب کیا ہے؟ اور آپ ہم سے اس بارے میں کیا چاہتے ہیں۔ ایک جگہ ایک سوال کرنے والے کے سوال کے جواب میں کہ مذہب کیا ہے؟ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ:۔

"مذہب کیا ہے؟ وہی راہ ہے جس کو وہ اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے۔ اور وہ لامذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اس کو بھی ایک راہ اختیار کرنی لازمی ہے۔ اور وہی مذہب ہے۔" جو بھی رستہ تم اختیار کرو گے وہ مذہب ہے۔ "مگر ہاں امر غور طلب یہ ہونا چاہئے کہ جس راہ کو اختیار کیا ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر اس کو سچی استقامت اور دائمی راحت اور خوشی اور ختم نہ ہونے والا اطمینان مل سکتا ہے؟" اب یہ جو مذہب کو نہیں مانتے ان سے کوئی پوچھے تمہیں کتنا اطمینان مل گیا؟ فرمایا "دیکھو مذہب تو ایک عام لفظ ہے۔ اس کے معنی چلنے کی جگہ یعنی راہ کے ہیں اور یہ دین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ہر قسم کے علوم و فنون طبقات الارض، طبعی، طبابت، ہیئت وغیرہ میں بھی ان علوم کے ماہرین کا ایک مذہب ہوتا ہے۔ اس سے کسی کو چارہ ہو سکتا ہی نہیں۔ یہ تو انسان کے لئے لازمی امر ہے۔ اس سے باہر نہیں ہو سکتا۔ پس جیسے انسان کی رُوح جسم کو چاہتی ہے۔ معانی الفاظ اور پیرایہ کو چاہتے ہیں اسی طرح انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔ ہماری یہ غرض نہیں ہے اور نہ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ کوئی اللہ کہے یا گاڈ کہے یا پرمیشر۔ ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ جس کو وہ پکارتا ہے۔ اس نے اس کو سمجھا کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کوئی نام لو مگر یہ بتاؤ کہ تم اسے کہتے کیا ہو؟" سمجھتے کیا ہو؟ "اس کے صفات تم نے کیا قائم کئے ہیں؟ صفات الٰہی کا مسئلہ ہی تو بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہیے۔"

پس (دین حق) نے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات بتائی ہیں اور بتایا کوئی بھی صفت کبھی بھی معطل نہیں ہوئی۔ پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

"مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں اور اصل میں ہر مذہب کا خلاصہ ان دو ہی باتوں پر آ کر ٹھہرتا ہے یعنی حق اللہ اور حق العباد......" فرمایا کہ "یاد رکھنا چاہئے کہ حق دو ہی ہیں ایک خدا کے حقوق کہ اسے کس طرح پر ماننا چاہئے اور کس طرح اس کی عبادت کرنی چاہئے۔ دوم بندوں کے حقوق یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مواسات کرنی چاہئے۔"

کس طرح اس کی غم خواری کرنی چاہئے۔ کس طرح اس سے مختلف حسن سلوک کرنا چاہئے۔ پس کس خوبصورتی سے مختصر الفاظ میں مذہب پر اعتراض کرنے والوں کا آپ نے منہ بند کیا کہ یہ دو حقوق یعنی اللہ کا حق اور بندوں کا حق ادا کرنے والے ہی حقیقی مذہب کو ماننے والے ہیں۔ اور بندوں کے حق ادا ہوتے ہیں حقیقی ہمدردی کرنے سے، دوسروں کے غم میں شریک ہونے سے، ان کی غلطیوں کو معاف کرنے سے، پیار اور محبت کرنے سے۔ پس یہ مذہب ہے جو (دین حق) نے ہمیں سکھایا نہ کہ خون کرنے کا۔ پھر آپ نے فرمایا:

"اگرچہ دنیا کے لوگ سچے مذہب کے پرکھنے کے معاملہ میں ہزار ہا پیچ در پیچ مباحثات میں پڑ گئے ہیں اور پھر بھی کسی منزل مقصود تک نہیں پہنچے لیکن سچ بات یہ ہے کہ جو مذہب انسانی نابینائی کے دُور کرنے اور آسمانی برکات کے عطا کرنے کے لئے اس حد تک کامیاب ہو سکے جو اس کے پیرو کی عملی زندگی میں خدا کی ہستی کا اقرار اور نوع انسان کی ہمدردی کا ثبوت نمایاں ہو وہی مذہب سچا ہے اور وہی ہے جو اپنے سچے پابند کو اس منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے جس کی اس کی روح کو پیاس لگا دی گئی ہے۔ اکثر لوگ صرف ایسے فرضی خدا پر ایمان لاتے ہیں جس کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں اور جس کی شکتی اور طاقت صرف قصوں اور کہانیوں کے پیرایہ میں بیان کی جاتی ہے۔ پس یہی سبب ہوتا ہے کہ ایسا فرضی خدا ان کو گناہ سے روک نہیں سکتا بلکہ ایسے مذہب کی پیروی میں جیسے جیسے ان کا تعصب بڑھتا جاتا ہے ویسے ویسے فسق و فجور پر شوخی اور دلیری زیادہ پیدا ہوتی جاتی ہے اور نفسانی جذبات ایسی تیزی میں آتے ہیں کہ جیسے ایک دریا کا بند ٹوٹ کر اردگرد پانی اس کا پھیل جاتا ہے اور کئی گھروں اور کھیتوں کو تباہ کر دیتا ہے۔"

اب (۔) بے شک مذہب کا نام (دین حق) کہتے رہیں لیکن جب تک یہ چیزیں پیدا نہیں ہوتیں ان کا حال یہی ہے اور یہ جو بند باندھتے ہیں اس کی حقیقت اس زمانے میں حضرت مسیح موعود نے بتائی ہے اور راستوں کو روشن کر کے دکھایا ہے۔ پس اگر مذہب کو سمجھنا ہو تو آپ کا ماننا ضروری ہے۔

پھر فرمایا کہ: "وہ زندہ خدا جو قادرانہ نشانوں کے شعاع اپنے ساتھ رکھتا ہے اور اپنی ہستی کو تازہ بتازہ معجزات اور طاقتوں سے ثابت کرتا رہتا ہے وہی ہے جس کا پانا اور دریافت کرنا گناہ سے روکتا ہے اور سچی سکینت اور شانتی اور تسلی بخشتا ہے اور استقامت اور دلی بہادری کو عطا فرماتا ہے۔ وہ آگ بن کر گناہوں کو جلاتا ہے اور پانی بن کر دنیا پرستی کی خواہشوں کو دھوڈالتا ہے۔ مذہب اسی کا نام ہے جو اس کو تلاش کریں اور تلاش میں دیوانہ بن جائیں۔" فرمایا "یاد رہے کہ محض خشک جھگڑے اور سبّ و شتم اور سخت گوئی اور بدزبانی جو نفسانیت کی بنا پر مذہب کے نام پر ظاہر کی جاتی ہے۔ اور اپنی اندرونی بدکاریوں کو دور نہیں کیا جاتا اور اس محبوب حقیقی سے سچا تعلق پیدا نہیں کیا جاتا اور ایک فریق دوسرے فریق پر نہ انسانیت سے بلکہ کتوں کی طرح حملہ کرتا ہے اور مذہبی حمایت کی اوٹ میں ہر ایک قسم کی نفسانی بدذاتی دکھلاتا ہے کہ یہ گندہ طریق جو سراسر استخوان ہے" گلی سڑی ہڈی یا گٹھلی کی طرح ہے۔ کوئی اس میں پھل نہیں۔ فرمایا "اس لائق نہیں کہ اس کا نام مذہب رکھا جائے۔ افسوس ایسے لوگ نہیں جانتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے۔ اور اصل اور بڑا مقصود ہمارا اس مختصر زندگی سے کیا ہے بلکہ وہ ہمیشہ اندھے اور ناپاک فطرت رہ کر صرف متعصبانہ جذبات کا نام مذہب رکھتے ہیں اور ایسے فرضی خدا

کی حمایت میں دنیا میں بداخلاقی دکھلاتے اور زبان درازیاں کرتے ہیں جس کے وجود کا ان کے پاس کچھ بھی ثبوت نہیں۔ وہ مذہب کس کام کا مذہب ہے جو زندہ خدا کا پرستار نہیں بلکہ ایسا خدا ایک مردے کا جنازہ ہے جو صرف دوسروں کے سہارے سے چل رہا ہے۔ سہارا الگ ہوا اور وہ زمین پر گرا۔ ایسے مذہب سے اگر ان کو کچھ حاصل ہے تو صرف تعصب۔ اور حقیقی خدا ترسی اور نوع انسان کی سچی ہمدردی جو افضل الخصائل ہے بالکل ان کی فطرت سے مفقود ہو جاتی ہے۔'' صرف تعصب ان کو حاصل ہوتا ہے اور حقیقی خدا ترسی اور نوع انسان کی سچی ہمدردی جو بہترین خصائل میں سے ہے بالکل ان کی فطرت سے مفقود ہو جاتی ہے'' اور اگر ایسے شخص کا اُن سے مقابلہ پڑے جو اُن کے مذہب اور عقیدے کا مخالف ہو تو فقط اسی قدر مخالفت کو دل میں رکھ کر اس کی جان اور مال اور عزت کے دشمن ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے متعلق کسی غیر قوم کے شخص کا کام پڑ جائے تو انصاف اور خدا ترسی کو ہاتھ سے دے کر چاہتے ہیں کہ اس کو بالکل نابود کر دیں اور وہ رحم اور انصاف اور ہمدردی جو انسانی فطرت کی اعلیٰ فضیلت ہے بالکل ان کے طبائع سے مفقود ہو جاتی ہے اور تعصب کے جوش سے ایک ناپاک درندگی ان کے اندر سما جاتی ہے اور نہیں جانتے کہ اصل غرض مذہب سے کیا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

پھر مذہب کی ضرورت کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ: ''اگر کوئی حقیقی سچائی کا بھوکا اور پیاسا ہے تو ضرور اس کو ماننا پڑے گا کہ مذہب کے وجود سے پہلے یہ خداداد تقسیم طبائع میں ہو چکی ہے کہ کسی کی فطرت میں غلبہ حلم اور محبت اور کسی کی فطرت میں غلبہ درشتی اور غضب ہے۔ اب مذہب یہ سکھلاتا ہے کہ وہ محبت اور اطاعت اور صدق اور وفا جو مثلاً ایک بُت پرست یا انسان پرست مخلوق کی نسبت عبادت کے رنگ میں بجالاتا ہے اُن ارادوں کو خدا کی طرف پھیرے اور وہ اطاعت خدا کی راہ میں دکھلائے۔'' فرمایا کہ ''یہ سوال کہ مذہب کا تصرف انسانی قُویٰ پر کیا ہے انجیل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا...... لیکن قرآن شریف بڑی تفصیل سے بار بار اس مسئلہ کو حل کرتا ہے کہ مذہب کا یہ منصب نہیں ہے کہ انسانوں کی فطرتی قُویٰ کی تبدیل کرے اور بھیڑیئے کو بکری بنا کر دکھلائے بلکہ مذہب کی صرف علّت غائی یہ ہے'' یہی اس کا مقصد ہے'' کہ جو قُویٰ اور ملکات فطرتاً انسان کے اندر موجود ہیں ان کو اپنے محل اور موقعہ پر لگانے کے لئے رہبری کرے۔ مذہب کا یہ اختیار نہیں ہے کہ کسی فطرتی قوت کو بدل ڈالے۔ ہاں یہ اختیار ہے کہ اس کو محل پر استعمال کرنے کے لئے ہدایت کرے اور صرف ایک قوت مثلاً رحم یا عفو پر زور نہ ڈالے بلکہ تمام قوتوں کے استعمال کیلئے وصیت فرمائے کیونکہ انسانی قوتوں میں سے کوئی بھی قوت بُری نہیں بلکہ افراط اور تفریط اور بداستعمالی بُری ہے اور جو شخص قابلِ ملامت ہے وہ صرف فطرتی قُویٰ کی وجہ سے قابل ملامت نہیں بلکہ ان کے بداستعمالی کی وجہ سے قابل ملامت ہے۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب)

پس غلط استعمال ہوں، غلط رستوں پر چلو گے تو اس وجہ سے قابل ملامت ہو گے۔ پس فرمایا اس بات کو تم ہمیشہ ذہن میں رکھو۔ پس یہ ہے (دین حق) کی خوبصورتی کہ سموئے ہوئے احکامات دیتا ہے اور ان ضرورتوں کو پورا کرتا ہے جو فطرت کا تقاضا ہیں۔ (دین حق) کے علاوہ نہ کسی مذہب میں، نہ کسی دنیاوی قانون میں یہ حسن نظر آتا ہے جو انسان کے فطری تقاضے پورے کرے۔ دنیاوی قانون بھی بنتے ہیں۔ کچھ عرصے بعد ان پر بحث شروع ہو جاتی ہے کہ اسے کس طرح حالات کے مطابق کیا جائے۔ (دین حق) کے بعض قوانین پر اعتراض کرنے والے تو اعتراض کرتے ہیں لیکن یہ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ خود ہی جیسے پہلے بھی کئی دفعہ ہو چکا ہے اور آئندہ بھی ہوگا کہ ان کے اعتراضات انہی پر پڑتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آ جائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے''۔ پس یہ یقین پیدا کرنا مذہب کا کام ہے۔ اگر یہ یقین نہیں آتا تو پھر فکر کی ضرورت ہے۔ ''کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا جب تک اس کو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ خدا ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے۔ یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا ہے کہ جب کسی چیز کے مہلک ہونے پر کسی کو یقین آ جائے تو پھر وہ شخص اس چیز کے نزدیک نہیں جاتا۔ مثلاً کوئی شخص عمداً زہر نہیں کھاتا۔ کوئی شخص شیر خونخوار کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی شخص عمداً سانپ کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ پھر عمداً گناہ کیوں کرتا ہے۔ اس کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اس کو حاصل نہیں جو اُن دوسری چیزوں پر حاصل ہے۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اس مذہب کو اختیار کرے جس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے۔ مگر ایسا یقین حاصل کیونکر ہو۔ کیا یہ صرف قصوں کہانیوں سے حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا یہ محض عقل کے ظنی دلائل سے میسر آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس واضح ہو کہ یقین کے حاصل ہونے کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعہ سے اس کے خارق عادت نشان دیکھے۔ اور بار بار کے تجربہ سے اس کی جبروت اور قدرت پر یقین کرے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔''

(نسیم دعوت)

لجنہ کی نیک کیفیات

ذہانت کی چمک آنکھوں میں ہے، جذبے ہیں سینوں میں
چھپے ہیں عزم کے سورج نظر کی آستینوں میں
ہم ایسا بیج ہیں فضلِ عمر نے جس کو بویا تھا
خُدا نے خود گنا جس کو ذہینوں میں، فطینوں میں
ذرا سی تربیت کی بس ضرورت بچیوں کو ہے
نظر آتے ہیں جو کنکر، وہ بدلیں گے نگینوں میں
بس اِک ہلکی سی بارش کا، یہاں درکار ہے چھینٹا
نمو کی بے بہا طاقت چھپی ہے، اِن زمینوں میں
جہاں کی عورتیں جو کام، برسوں میں نہ کر پائیں
کرے گی کام وہ، لجنہ اِماء اللہ مہینوں میں
جو مغرب کو نئے انداز جینے کے سکھائیں گے
ہیں ایسے بھی کئی چہرے، انہی پردہ نشینوں میں
بظاہر ہیں ملائم پھول سے، اور کانچ سے نازک
وگرنہ کاٹ تو ہیرے کی ہے، اِن آبگینوں میں
اِنہیں گودوں سے پا کر تربیت نکلیں گی وہ نسلیں
جو اس دنیا کو ڈھالیں گی نئے ڈھب کے قرینوں میں
یہ وہ ہیرے ہیں جن کی آب مدھم ہو نہیں سکتی
چُھپا ہے نور، ایمان و یقیں کا ان جبینوں میں
خدا کی لونڈیاں ہیں ہم اور اس پر ناز ہے ہم کو
وفور عجز سے شامل ہوئی ہیں کم ترینوں میں
وہ دن نزدیک ہیں عرشیؔ کہ جب ہم اَن گنت ہوں گی
شمار اپنا ہے سلطان قلم کے خوشہ چینوں میں
مقابل اپنے جو آئے وہ ناداں منہ کی کھاتا ہے
بھلے منہ زور ہو بغض و تعصب کے قرینوں میں
مسلسل معرکہ آرائی ہے لیکن ہیں وہ تازہ دم
خلافت سے محبت کا ہے روغن ان مشینوں میں
حوالہ کوئی جھوٹا، اِن کے ہوتے دے نہیں سکتا
وسیع ہے علم ان کا ہیں بہت باریک بینوں میں
دلائل سے ہر اِک منکر کا منہ یہ بند کرتی ہیں
جماعت کے لئے عرشیؔ بہت غیرت ہے سینوں میں

ا۔ع۔ملک

مرتبہ: لبنیٰ ثاقب صاحبہ جرمنی

ابتدائی تاریخ لجنہ اماء اللہ جرمنی

جرمنی میں لجنہ اماء اللہ کا قیام 1973ء میں فرینکفرٹ میں عمل میں لایا گیا۔ اور یورپین نو احمدی مکرمہ ڈاکٹر قانتہ صاحبہ کو پہلی صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی منتخب ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ بعدازاں گزشتہ 39 سالوں (2013ء تک) میں درج ذیل 9 ممبرات یکے بعد دیگرے بطور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی معین عرصہ کیلئے منتخب ہوتی رہیں اور خدمت دین کو فضل الٰہی جانتے ہوئے فرائض منصبی کی بجاآوری میں ہمہ تن مصروف رہیں۔

(1) محترمہ ڈاکٹر قانتہ صاحبہ 1973ء تا 1975ء (2 سال) لجنہ کی تعداد 28

(2) محترمہ ہدایت ہش صاحبہ 1975ء تا 1977ء (2 سال) لجنہ کی تعداد 64

(3) محترمہ مریم ناز صاحبہ 1977ء تا 1980ء (3 سال) لجنہ کی تعداد 100

(4) محترمہ منور ناصرہ واگس ہاؤزر صاحبہ 1980ء تا 1985ء (5 سال) لجنہ کی تعداد 250

(5) محترمہ کوثر شاہین ملک صاحبہ 1985ء تا 1991ء (6 سال) لجنہ کی تعداد 4,050

(6) محترمہ زینت حمید صاحبہ 1991ء تا 1999ء (8 سال) لجنہ کی تعداد 4,700

(7) محترمہ اختر درانی صاحبہ 1999ء تا 2001ء (2 سال) لجنہ کی تعداد 5,500

(8) محترمہ زینت حمید صاحبہ 2001ء تا 2005ء (4 سال) لجنہ کی تعداد 6,000

(9) محترمہ سعدیہ گڈٹ صاحبہ 2005ء تا 2009ء (4 سال) لجنہ کی تعداد 7,683

(10) محترمہ امۃ الحی احمد صاحبہ 2009ء تا 2013ء (تقریباً عرصہ 3 سال سے) لجنہ کی تعداد 10,440

آغاز میں ممبرات کی کل تعداد 28 تھی۔ اسی سال مرکز سلسلہ ربوہ سے مکرمہ آمنہ طیبہ صاحبہ اہلیہ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تشریف لائیں اور لجنہ جرمنی کو اپنا پہلا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

2 سال بعد 1975ء میں مکرمہ ہدایت بیگم ہش صاحبہ کو یہ ذمہ داری ملی جن کا تعلق ماریشس سے تھا۔ اس دوران لجنہ ممبرات و ناصرات کی کل تعداد 64 ہوگئی۔ مکرمہ ہدایت بیگم صاحبہ نے بڑی محنت سے جرمن زبان سیکھی اور ملکی سیاسی شخصیات سے رابطے قائم کئے اور پیغام حق پہنچایا۔ انہوں نے مصباح کے نام پر ایک رسالے کا بھی اجراء کیا۔ جولائی 1976ء میں انہیں دوسرا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس موقع پر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے خصوصی پیغام بھجوایا۔ جو پڑھ کر سنایا گیا۔

دور خلافت ثالثہ

ابھی یہ نوخیز پودا اپنے ابتدائی مراحل میں تھا کہ ستمبر 1976ء میں یہ عظیم سعادت نصیب ہوئی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مع حضرت بیگم صاحبہ فرینکفرٹ تشریف لائے تو ممبرات کو شرف ملاقات بخشا۔

اسی سال کے اختتام پر مکرمہ ہدایت بیگم صاحبہ کی بیماری کے پیش نظر مکرمہ سمیرا احمد صاحبہ کو قائمقام صدر نامزد کیا گیا۔ اور 1977ء کے انتخاب میں محترمہ مریم ناز صاحبہ صدر منتخب ہوئیں۔ اس عرصہ میں لجنہ ممبرات و ناصرات کی تجنید 100 کے قریب تھی۔ یک روزہ سالانہ اجتماع کے موقع پر لجنہ کی حاضری 45 تھی۔

1979ء میں مرکز سلسلہ ربوہ سے مکرمہ محترمہ آمنہ طیبہ صاحبہ اہلیہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب دوبارہ جرمنی تشریف لائیں اور انہوں نے لجنہ اماء اللہ کے اجلاس کی صدارت کی اور ممبرات کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر فرینکفرٹ کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ فرینکفرٹ کو مزید 4 حلقوں میں تقسیم کیا۔

1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث مع حضرت بیگم صاحبہ فرینکفرٹ تشریف لائے خواتین نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

1980ء تا 1985ء مکرمہ منور ناصرہ عبداللہ واگس ہاؤزر صاحبہ کو بطور صدر لجنہ جرمنی خدمت کی توفیق ملی۔ اس زمانہ میں لجنہ ممبرات کی کل تجنید 100 تھی۔ اس دوران ہی دو مزید شہروں کولون، برلن اور ہمبرگ میں بھی مجالس کا قیام عمل میں لایا جاچکا تھا۔

دور خلافت رابعہ

الحمدللہ! لجنہ جرمنی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ دور خلافت رابعہ میں امام وقت کی روحانی برکتیں اور قربتیں سمیٹنے کے متعدد مواقع میسر آئے۔ اس خوش نصیبی پر ہم جتنا ناز کریں کم ہے۔

1982ء میں مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع مع حضرت بیگم صاحبہ کا جرمنی میں پہلی بار ورود مسعود ہوا۔ اور اس دوران ہی لجنہ اماء اللہ جرمنی کی ممبرات کو تاریخ ساز دستی بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ بیت نور فرینکفرٹ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے خواتین سے دستی بیعت لی۔ حضور نے اپنا دست مبارک اپنی بھتیجی مکرمہ امۃ العلیم عصمت صاحبہ (بنت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد) اہلیہ نواب منصور احمد خان صاحب کے ہاتھ پر رکھا اور بیت میں موجود خواتین نے ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر خلیفہ وقت سے دستی بیعت کی سعادت پائی۔ اس طرح یورپ میں یہ پہلا تاریخ ساز موقع تھا کہ جرمنی کی لجنہ کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔

اور پھر 1984ء میں جب پاکستان میں بدنام زمانہ آرڈیننس کا نفاذ ہوا اور خدائی تقدیر کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح کو لندن ہجرت کرنا پڑی۔ پاکستان سے کثیر تعداد میں مہاجرین نے جرمنی کی جانب رخت سفر باندھا تو لجنہ کی تعداد میں ریکارڈ اضافہ ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی لندن ہجرت کے بعد ازراہ شفقت سالہا سال تک متعدد بار جلسہ سالانہ اور لجنہ کے نیشنل اجتماعات میں بنفس نفیس رونق افروز ہوئے۔ آپ کے براہ راست روح پرور اور ولولہ انگیز خطابات نے لجنہ اماء اللہ جرمنی میں بیداری کی نئی روح پھونک دی اور وہ ایک نیا عزم لے کر اٹھیں۔

اپنے پیارے امام کے جنبش لب کی منتظر! کہ جب وہ خدمت دین کے لئے انہیں بلائے تو وہ بے دریغ لبیک کہتے ہوئے اپنا تن من دھن اس راہ میں وار دیں۔ تا خدائے واحد و یگانہ کا نام کل عالم میں بلند ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا تمام دنیا میں لہرائے۔

تاریخ گواہ ہے کہ پردہ کا جہاد ہو یا دعوت الی اللہ کا میدان یا مالی قربانی کی کوئی تحریک...... لجنہ اماء اللہ نے ایسی انمٹ اور لازوال داستانیں رقم کیں کہ جس کی نظر ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا دورہ

لجنہ اماء اللہ جرمنی کو یہ امتیازی اعزاز بھی حاصل ہے کہ خلفائے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی رہنمائی و تربیت کے علاوہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ حرم حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المعروف چھوٹی آپا صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی بابرکت صحبت بھی میسر آئی۔ آپ نے 1989ء تک تقریباً 3 مرتبہ جرمنی میں قدم رنجہ فرمایا اور لجنہ اماء اللہ جرمنی کی برانچز میونخ، نیورن برگ، برلن، ہیمبرگ، کولون، فرینکفرٹ کے دورہ جات کئے اور خطابات فرمائے۔ جو تاریخ لجنہ اماء اللہ جرمنی 1973ء تا 1990ء تک کتابی شکل میں محفوظ ہے۔

حضرت سیدہ صدر صاحبہ لجنہ مرکزیہ کی زریں ہدایات قیمتی نصائح اور دعاؤں کی بدولت لجنہ اماء اللہ جرمنی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوئی۔

1985ء میں جلسہ سالانہ مغربی جرمنی ناصر باغ میں منعقد ہوا۔ اس میں لجنہ نے اپنا دو گھنٹوں کا پروگرام کیا۔ اور خواتین اور بچگان کی حاضری 250 تھی۔ پھر 13 راگست کو ناصر باغ میں لجنہ کا ایک روزہ اجتماع مکرمہ و محترمہ منور عبداللہ صاحبہ کی زیر صدارت ہوا۔

اس موقع پر محترم مولانا منصور احمد عمر صاحب امام و مشنری انچارج جرمنی نے پردہ کی رعایت سے لجنہ سے خطاب کیا۔ اس کے بعد نیشنل صدر کا انتخاب ہوا۔

1985ء تا 1991ء مکرمہ و محترمہ کوثر شاہین ملک صاحبہ کو بطور صدر لجنہ خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ اس دوران 1987ء میں لجنہ کی 26 برانچز میں لجنہ ممبرات کی کل تعداد 552 اور ناصرات کی تعداد 175 تھی۔ خریداران مصباح کی تعداد 50 تھی۔ اسی سال 30 راگست کو محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب بمعہ اپنی اہلیہ فرینکفرٹ تشریف لے گئے اور ان کے اعزاز میں نیشنل عاملہ کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ اس موقع پر محترم امام صاحب نے عاملہ ممبرز سے خطاب کیا اور ان کے فرائض کی یاددہانی کروائی۔

اسی سال جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے پیغام ارسال کیا۔ اس پیغام کا خلاصہ درجہ ذیل ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا:۔

”پس عورتوں پر بہت بڑی ذمہ داری ہے ان کا اپنا نمونہ درست نہ ہوگا تو ان کی بچیاں بھی ویسی ہی ہوں گی۔ (دینی) اقدار کی حفاظت کرنی ہے۔ دینی اخلاق کی حفاظت کرنی ہے۔ پس دینی علم حاصل کریں۔ قرآن کا ترجمہ سیکھیں۔ اور جائزہ لیتی رہیں کہ کیا آپ کا عمل قرآن کریم کے مطابق ہے۔ آپ کے قول و فعل میں فرق تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا کے لئے نمونہ بنائے۔ آمین

(ماہنامہ خدیجہ جرمنی اپریل 2013ء)

☆............☆............☆

برطانیہ کی سابق وزیراعظم

مارگریٹ تھیچر

مسز مارگریٹ تھیچر نے قانون کی تعلیم حاصل کی اور پھر وکالت ہی کے پیشے سے منسلک ہوگئیں۔ 1959ء میں وہ کنزرویٹو پارٹی کے ٹکٹ پر دارالعوام کی رکن منتخب ہوئیں۔ دو سال بعد قومی بیمہ اور پنشن کی وزارت میں جائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئیں۔ 1964ء سے 1970ء تک جب کنزرویٹو پارٹی اپوزیشن میں تھی، تھیچر اپنی پارٹی کی شیڈو کابینہ میں سماجی تحفظ کی ڈپٹی وزیر مملکت برائے تعلیم و سائنس رہیں۔ 1975ء میں وہ پارٹی کی لیڈر منتخب ہوگئیں۔ مئی 1979ء میں وہ ملک کی وزیراعظم بن گئیں اور 1990ء تک اس عہدے پر متمکن رہیں۔

☆............☆............☆

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 120043 میں کلیم اللہ خان

ولد سمیع اللہ خان قوم پٹھان پیشہ کاروبار عمر 47 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 147 ناصر آباد شرقی ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم فروری 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) پلاٹ 10 مرلہ واقع ملتان (2) مکان (ترکہ والدہ) Of 1/10 اس وقت مجھے مبلغ 20 ہزار روپے ماہوار بصورت آمد مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ کلیم اللہ خان گواہ شد نمبر 1۔ جمیل احمد پال ولد فیروز الدین پال گواہ شد نمبر 2۔ برکات احمد ولد عبدالرزاق

مسل نمبر 120044 میں سفینہ

زوجہ کلیم اللہ خان قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر 48 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 147 ناصر آباد شرقی ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم فروری 2015ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) حق مہر 2 لاکھ روپے (2) مکان (ترکہ والد) حصہ 2/10 ملتان (3) جیولری 3 تولہ اس وقت مجھے مبلغ 5 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ سفینہ گواہ شد نمبر 1۔ کلیم اللہ خاں ولد سمیع اللہ خاں گواہ شد نمبر 2۔ برکات احمد ولد عبدالرزاق

مسل نمبر 120045 میں خاور سہیل

ولد محمد صدیق قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر 39 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 43 ناصر آباد شرقی ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) نقد رقم (مکان حصہ) 2 لاکھ 25 ہزار روپے (2) کیش ڈپوزٹ 3 لاکھ روپے اس وقت مجھے مبلغ 20 ہزار روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ خاور سہیل گواہ شد نمبر 1۔ جمیل احمد ولد فیروز الدین پال گواہ شد نمبر 2۔ خواجہ برکات احمد ولد عبدالرزق

مسل نمبر 120046 میں ثریا رشید

زوجہ رشید احمد باجوہ قوم باجوہ پیشہ خانہ داری عمر 65 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نصرت آباد ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 فروری 2015ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) حق مہر 15 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 4 ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ ثریا رشید گواہ شد نمبر 1۔ سفیر احمد باجوہ ولد رشید احمد باجوہ گواہ شد نمبر 2۔ مظفر احمد ولد صوفی عبدالخالق

مسل نمبر 120047 میں حمیرا نورین

بنت جاوید احمد کاہلوں قوم کاہلوں پیشہ طالب علم عمر 17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B-41 دارالانوار ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 جولائی 2014ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ حمیرا نورین گواہ شد نمبر 1۔ جاوید احمد کاہلوں ولد نذیر احمد کاہلوں گواہ شد نمبر 2 خالد عمران ولد جاوید احمد کاہلوں

مسل نمبر 120048 میں طیبہ ظہور

بنت ظہور احمد باجوہ قوم باجوہ پیشہ طالب علم عمر 20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 13/3 دارالنصر غربی منعم ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 جنوری 2015ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) زیور 4.56 گرام مالیتی 17 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 700 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ طیبہ ظہور گواہ شد نمبر 1۔ منور نصیر احمد ولد محمد حیات جنجوعہ گواہ شد نمبر 2۔ مقصود احمد باجوہ ولد مختار احمد

مسل نمبر 120049 میں اسامہ نورین

بنت محمد افضل بٹ قوم بٹ پیشہ طالب علم عمر 20 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 7/3 دارالصدر غربی قمر ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2015ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) گولڈ ٹاپس مالیتی 1 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ اسامہ نورین گواہ شد نمبر 1۔ محمد افضل بٹ ولد محمد احسان بٹ گواہ شد نمبر 2۔ عبدالستار بدر ولد بدرالدین

مسل نمبر 120050 میں حارث احمد

ولد بشارت اللہ قوم قریشی پیشہ طالب علم عمر 16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 40/55 دارالعلوم شرقی مسرور ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مارچ 2014ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ حارث احمد گواہ شد نمبر 1۔ عمران احمد ولد بشارت اللہ گواہ شد نمبر 2۔ حافظ کامران احمد ولد بشارت اللہ

مسل نمبر 120051 میں محمد بلال اکرم

ولد محمد اکرم طاہر قوم ملک پیشہ طالب علم عمر 17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم جنوبی احد ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 فروری 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ محمد بلال اکرم گواہ شد نمبر 1۔ شریف احمد علوی ولد غلام نبی گواہ شد نمبر 2۔ محمد اکرم طاہر ولد غلام دین

مسل نمبر 120052 میں شہناز اختر

زوجہ مظفر احمد قوم بلوچ پیشہ خانہ داری عمر 29 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن طاہر آباد شرقی ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 نومبر 2014ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) زیور 3 تولہ اس وقت مجھے مبلغ 500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ شہناز اختر گواہ شد نمبر 1۔ طاہر احمد ولد غلام فرید گواہ شد نمبر 2۔ مظفر احمد ولد غلام فرید

مسل نمبر 120053 میں زاہدہ پروین

زوجہ محمد اسلم قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر 49 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نصیر آباد ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 فروری 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔(1) زیور 1 تولہ مالیتی 48 ہزار روپے (2) حق مہر 10 ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ زاہدہ پروین گواہ شد نمبر 1۔ عامر لطیف ولد عبداللطیف گواہ شد نمبر 2۔ نعیم احمد ولد رشید احمد

مسل نمبر 120054 میں عبدالقدوس

ولد محمد انور قوم بھٹہ پیشہ ٹھیکیدار عمر 34 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 12/8 دارالیمن وسطی حمد ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 فروری 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 50 ہزار روپے ماہوار بصورت کنسٹرکشن مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ عبدالقدوس گواہ شد نمبر 1۔ عزیز احمد شہزاد ولد ریاض احمد نثار گواہ شد نمبر 2۔ ندیم احمد شوکت ولد محبوب احمد شوکت

مسل نمبر 120055 میں ھبۃ الناصر

بنت ناصر احمد قوم آرائیں پیشہ طالب علم عمر 23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 20/1 دارالفضل غربی ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 نومبر 2014ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 1000 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصّہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اوراگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ ھبۃ الناصر گواہ شد نمبر 1۔ وقاص احمد ناصر ولد ناصر احمد گواہ شد نمبر 2۔ ظفر احمد ولد محمد ابراہیم

☆............☆............☆

پاکستان کی دستکاریاں

نقش ونگار

نقش ونگار دھات پر ہوں، لکڑی، مٹی، سنگ مرمر، شیشہ یا کپڑے پر۔ سب ہی میں مسلمان ہنر مندوں نے اپنا کمال آرائش دکھایا۔ ممتاز مغربی سکالر Rojer Fry نے اپنی کتاب Vision and Design میں مسلمانوں کے سجاوٹی نقوش کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

’’مسلم فن کی ایک اہم خصوصیت پھولدار اور خطوط کی سجاوٹ ہے، چنانچہ آج سندھ کی سرزمین پر آئینہ جڑی، کشیدہ کاری سے مرصع ٹوپیاں اور روایتی اجرک ہمارا استقبال کرتی ہے۔ لکڑی کی کارونگ جیسا فن بلوچستان میں نظر آتا ہے وہ دوسرے حصوں میں ایسی کشش نہیں رکھتا‘‘۔

پنجاب کے رنگا رنگ کشیدہ کاری کے حیرت انگیز نمونے جن میں پھولوں کی کشیدہ کاری کرتے وقت فنکار کپڑے یا دھات پر اپنی ریاضت کی دھاک بٹھا دیتا ہے۔ پنجاب کے مختلف خطوں میں کڑھائیوں کی متعدد اقسام نظر آتی ہیں۔

سندھ کی چارسوتی کڑھائی

چارسوت یعنی چارخانہ دار چادرسوتی کپڑا دل موہنے والے ڈیزائنوں میں دستیاب ہے۔ مغرب میں اس فن کو کراس سٹچ (Cross Stitch) پیٹرن کہا جاتا ہے۔ چارسوتی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مخصوص قسم کے کپڑے پر کی جانے والی کڑھائی ہے۔ اس ہمہ صفت کڑھائی کو ہم چاہیں تو روایتی پھولوں اور پتوں سے لیس کریں۔ جیومیٹریکل اقلیدسی یا روایتی انداز کی کشیدہ کاری کی جائے یہ نہایت جاذب نظر محسوس ہوتے ہیں۔

رلی

وادی سندھ کی مخصوص معاشرت اور ریتوں میں ڈھلی رلی اصل میں یہ لفظ ’’رالانا‘‘ سے اخذ ہوا۔ جس کے معنی ہیں جوڑنا اور منسلک کرنا۔ بنیادی طور پر جیومیٹریکل ہیئت کے مطابق مختلف رنگوں کے کپڑوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر نفیس شکل میں چادر تیار کی جاتی ہے۔ رلی کی تاریخ کم وبیش 3 ہزار برس پرانی ہے مگر آج بھی اہل سندھ اس طور کی کڑھائی کو بے حد پسند کرتے ہیں۔

بلوچستان کی خاص دستکاری ’’کشیدہ کاری‘‘

یہ کشیدہ کاری کپڑے کے علاوہ چمڑے پر بھی کی جاتی ہے۔ چمڑے پر کی جانے والی کشیدہ کاری کو ’’چکان‘‘ کہتے ہیں۔ یہ چھوٹے سے اوزار کنڈی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ اس میں کھلتے ہوئے ریشمی دھاگوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جن چیزوں پر یہ دستکاری کی جاتی ہے ان میں مردانہ اور زنانہ چپلیں خواتین کے پرسز، عینک کورز اور مختلف چیزوں کے غلاف بھی شامل ہیں۔ کپڑے پر ہونے والی کشیدہ کاری کو ’’روچ‘‘ کہتے ہیں۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ ہنر کار خواتین پنسل یا چاک کی مدد سے نہ لکیریں لگاتی ہیں اور نہ ہی ڈیزائن چھاپتی ہیں اور اندازے سے ڈیزائن تخلیق کرلیتی ہیں۔ یہ کام سلک اور اونی دونوں کپڑوں پر کیا جاتا ہے۔ خاص دستکاریوں میں تارو، چندن باد، پنجہ گل، زری، نوشیشہ، شیراز اور جوک مقبول ہیں۔ یہ کشیدہ کاری لباس کے علاوہ گھریلو استعمال کی اشیاء میں قالین بافی تک نظر آتی ہے۔

بلوچستان، سنگ مرمر کے دستکاروں کا مرکز

یہاں سنگ مرمر نہایت اعلیٰ قسم کا دستیاب ہوتا ہے جسے کاریگر اپنے ہاتھوں سے تراش کر اس پر نقش ونگار بناتے ہیں اور استعمال کی مختلف اشیاء میں ایش ٹرے، فرنیچر، آرائشی اشیاء میں خاص ورائٹی دیکھنے کو ملتی ہے۔

دھاتی زیورات

چاندی، تانبے، کانسی اور دوسری دھاتوں سے بنائے جانے والے زیورات ملکی اور غیر ملکی خواتین کی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہو بلوچی جھمکے اور کڑے منفرد وہنر سے آراستہ جو ہوتے ہیں۔

دستی کھڈیوں کے شاہکار

ان Hand Looms پر بنائی جانے والی دریاں، کمبل، سوتی اور اونی کپڑا، شالیں اور دیگر اشیاء آج بھی پسند کی جاتی ہیں۔ ان چھوٹی مشینوں پر بنائی جانے والی اشیاء شاندار کشیدہ کاری کا مرقع ہوتی ہیں۔

پنجاب کی کاشی کاری

نیلے اور فیروزی رنگ کے علاوہ کھلتے ہوئے پیلے اور گہرے زردی مائل رنگوں میں بنائے جانے والے برتن جنوبی پنجاب اور سندھ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ سندھ کے نثر پور، ہالا اور حیدرآباد میں کاشی کاری سے آراستہ ہماری میراث میں تھوڑی بہت جدیدیت کا امتزاج بھی نظر آنے لگا ہے۔ کسی زمانے میں سیرامکس، لکڑی کا کام، پرنٹنگ، اجرک اور سوسی کی روایتی اشکال نظر آتی ہیں۔

ملتان، بہاولپور کی چکن کاری

سوتی، ریشمی اور کھدر کے میٹریل پر بھی چکن کاری کے چھوٹے چھوٹے پھول ہم رنگ اور متضاد رنگوں کے دھاگوں سے بنے نہایت جاذب نظر ہوتے ہیں۔ اسی طرح الٹے ٹانکوں اور مچھلی ٹانکے سے بنے خواتین کے لباس کو پورے پاکستان میں بے پناہ پسند کیا جاتا ہے۔

(ماہنامہ ڈالڈا اگست 2015ء)

نمایاں کامیابی

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال آغا خان ایگزامینیشن بورڈ کے تحت ہونے والے امتحانات منعقدہ مئی 2015ء میں ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کے ہونہار طالب علم عثمان احمد عابد نے انٹرمیڈیٹ میں جنرل سائنس گروپ (میتھ، فزکس اور کمپیوٹر سائنس) میں پاکستان بھر میں مجموعی طور پر دوسری پوزیشن اور سال دوم میں اول پوزیشن بھی حاصل کی ہے۔

نیز امسال بورڈ امتحانات میں ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کے درج ذیل طلبا نے اپنے زون (پنجاب، خیبرپختونخواہ اور گلگت بلتستان) میں مندرجہ ذیل مضامین میں اول پوزیشن حاصل کی۔

روحان ارشد کلاس نہم نے فزکس میں، علی رضا فرسٹ ائیر نے جیوگرافی میں، عبدالمنان فرسٹ ائیر نے کمپیوٹر سائنس میں، ندیم احمد فرسٹ ایئر نے اکنامکس میں اور سٹیٹسٹکس میں، طلعت احمد یعقوب فرسٹ ائیر نے پرنسپلز آف کامرس میں، سید عمر محمود سیکنڈ ائیر نے سٹیٹسٹکس اور اکنامکس میں اور عثمان احمد عابد سیکنڈ ائیر نے کمپیوٹر سائنس میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔

اس طرح مجموعی طور پر امسال ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کے طلبا نے بورڈ میں دس پوزیشنز حاصل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طلبہ کو مزید کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(پرنسپل ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

درخواست دعا

مکرم عطاء الہادی صاحب اکاؤنٹنٹ ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی خالہ محترمہ امۃ المتین صاحبہ کے گردہ سے پتھریاں مورخہ 24 جولائی 2015ء کو جنرل ہسپتال لاہور میں آپریشن کے بعد نکال دی گئی ہیں۔ کچھ چھوٹی پتھریاں شعاعیں لگا کر نکالی جارہی ہیں۔ جنرل ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد کامل شفاء عطا فرمائے۔ آمین

نکاح

مکرم محمد نواز وڑائچ صاحب نصیر آباد عزیز ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے بیٹے مکرم رفاقت وقاص صاحب آف جرمنی کے نکاح کا اعلان مکرمہ صبا نثار صاحبہ بنت مکرم نثار احمد خاں صاحب دارالیمن شرقی ربوہ کے ساتھ مورخہ 17۔ اگست 2015ء کو گوندل بینکوئٹ ہال ربوہ میں مکرم بشارت احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے مبلغ سات ہزار یوروحق مہر پر کیا۔ رخصتی کے موقع پر مکرم بلال احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ دلہن مکرم چوہدری صادق علی صاحب مرحوم کی پوتی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر جہت سے بہت ہی بابرکت فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 9 ستمبر

طلوع فجر	4:25
طلوع آفتاب	5:46
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	6:25

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

9 ستمبر 2015ء

6:20 am	بستان وقف نو
9:55 am	لقاء مع العرب
12:10 pm	خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 23۔ اگست 2008ء
1:15 pm	سوال و جواب 3 دسمبر 1995ء (اردو زبان میں)
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 4 ستمبر 2015ء
8:10 pm	دینی وفقہی مسائل

ضرورت اساتذہ

☆ سکول میں خواتین اساتذہ کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔
☆ خواہش مند خواتین مکمل کوائف اور صدر صاحب محلّہ کی تصدیق کے ساتھ درخواست جمع کروائیں۔

مینیجر الصادق اکیڈمی ربوہ
6212034-6214434

دانتوں کا معائنہ مفت ☆ عصر تا عشاء
احمد ڈینٹل کلینک
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
20 ستمبر سے نئی کلاس کا آغاز ہوگا۔ داخلہ جاری
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔
رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

FR-10